

گائنات کے پانچ راز

برمودا مثلث، اُڑن طشتریاں، ہُمل کی تصویریں
بلیک ہولز، گرمی میں اضافہ

تحقیق و تجزیہ

ڈاکٹر عبدالغنی فاروق



بسم اللہ الرحمن الرحیم

کائنات کے پانچ راز

برمودا سٹلٹ، اڈن طشتریاں، ہبل کی تصویریں

بلیک ہولز، گرمی میں اضافہ

قرآن و سنت اور جدید ترین سائنسی انکشافات کی روشنی میں
ایک منفرد، چونکا دینے والی تحقیق

تحقیق و تجزیہ

ڈاکٹر عبدالغنی فاروق

ایم اے۔ پی ایچ ڈی۔ ڈی ایچ ایم ایس

سابق صدر شعبہ اردو، گورنمنٹ کالج آف سائنس

وحدت روڈ، لاہور

فون: 0323-4546115

042-5436100

”کتاب سرائے“

فرسٹ فلور، الحمد مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔

فون: 042-7320318

تقدیم

موجودہ دنیا خدا کی صفات کا ایک اظہار ہے۔ یہاں مخلوقات کے آئینہ میں آدمی اس کے خالق کو پاتا ہے۔ وہ اس پر غور کر کے خدا کی قدرت اور عظمت کا مشاہدہ کرتا ہے، مگر قدیم مشرکانہ افکار نے دنیا کی چیزوں (مثلاً سورج، چاند، ستاروں) کو پر اسرار طور پر مقدس بنا رکھا تھا۔ ہر چیز کے بارے میں کچھ توہماتی عقاید بن گئے تھے اور یہ عقاید ان چیزوں کی تحقیق و جستجو میں مانع تھے۔ توحید کے انقلاب کے بعد جب تمام دنیا خدا کی مخلوق قرار پائی تو اس کے بارے میں تقدس کا ذہن ختم ہو گیا۔ اب دنیا کی ہر چیز کا بے لاگ مطالعہ کیا جانے لگا اور اس کی تحقیق شروع ہو گئی۔

اس تحقیق اور مطالعہ کے نتیجے میں چیزوں کی حقیقتیں کھلنے لگیں۔ دنیا کے اندر قدرت کا جو مخفی نظام کار فرما ہے وہ انسان کے سامنے آنے لگا یہاں تک کہ جدید سائنسی انقلاب کی صورت میں وہ پیش گوئی کا مل صورت میں پوری ہو گئی جس کا ذکر سورہ حم السجدہ کی آیت نمبر ۵۳ میں کیا گیا ہے:

سَنُرِيهِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰی یَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهٗ الْحَقُّ۔ یعنی عنقریب ہم ان کو اپنی نشانیاں آفاق میں بھی دکھائیں گے اور ان کے اپنے نفس میں بھی یہاں تک کہ ان پر یہ بات کھل جائے گی کہ قرآن واقعی برحق ہے۔

جدید سائنسی مطالعہ نے کائنات کے جو حقائق انسان پر کھولے ہیں انہوں نے ہمیشہ کے لیے توہماتی دور کا خاتمہ کر دیا ہے۔ ان دریافت شدہ حقائق سے بیک وقت دو فائدے حاصل ہوئے ہیں:

ایک یہ کہ دینی عقاید اب محض مدعیانہ عقاید نہیں رہے بلکہ خود علم انسانی کے ذریعے ان کا برحق ہونا ایک ثابت شدہ چیز بن گیا ہے۔

دوسرے یہ کہ یہ معلومات ایک مومن کے لیے اضافہ ایمان کا بے پناہ خزانہ ہیں۔ ان کے ذریعے کائنات کے بارے میں جو کچھ معلوم ہوا ہے، وہ اگرچہ بہت جزئی ہے تاہم وہ اتنا زیادہ حیرت ناک ہے کہ اس کو پڑھ کر اور جان کر آدمی کے روٹکنے کھڑے ہوں، اس کا ذہن معرفت رب کی روشنی حاصل کرے، اس کی آنکھیں خدا کی عظمت اور خوف سے آنسو بہانے لگیں اور وہ آدمی کو اس درجہ احسان تک پہنچا دے جس کو حدیث میں تَعْبُدُ اللّٰهَ کَاَنَّكَ تَرَاهُ (اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو) کہا گیا ہے۔

مولانا وحید الدین خان

ماخوذ ”عظمت قرآن“ ص ۹۸

کائنات کے پانچ راز

یہ عہد حاضر کی ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ تحقیقات اور ایجادات کے اعتبار سے سائنس کے کمالات آج اپنے پورے عروج پر ہیں۔ چنانچہ حیات انسانی کے ان گنت شعبوں کے علاوہ سائنس دانوں نے بڑی، بحری اور فضائی حوالوں سے ایسی ایسی تحقیقات کی ہیں اور جنگلوں، صحراؤں، سمندروں اور پہاڑوں کے بارے میں ایسی ایسی نادر و نایاب معلومات فراہم کی ہیں کہ جن کا مطالعہ کر کے اللہ تبارک و تعالیٰ کی قدرتوں کا مزید انکشاف ہوتا ہے اور جو ایمان میں اضافے اور پختگی کا سبب بنتی ہیں..... حقیقت ہے کہ علم و تحقیق کے حوالے سے یہ سائنس دان بصیرت اور فراست رکھنے والے ہر فرد کے محسن ہیں اور ان کے لیے دل میں بے اختیار تشکر اور احسان مندی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔

لیکن سائنس کی بے مثال اور محیر العقول ترقیوں کے باوجود کروی ارضی اور کائنات کے حوالے سے چند سوالات ایسے ہیں کہ سائنس دان تمام تر کوششوں کے باوجود ان کے جواب تلاش نہیں کر سکے اور سال ہا سال کی تلاش و جستجو کے باوجود ان کی کوئی وضاحت اور توجیہ سامنے نہیں آ سکی۔ وہ سوالات درج ذیل ہیں:

- ۱۔ برمودا مثلث (ٹرائی اینگل) کا راز کیا ہے؟
- ۲۔ اُژن طشتیروں کی حقیقت کیا ہے؟
- ۳۔ امریکی خلائی ادارے ناسا (NASA) نے اپنی دوربین ”ہبل“ (Hubble) کے ذریعے سے کائنات کے دور دراز گوشوں کی جو تصاویر حالیہ برسوں میں فراہم کی ہیں، ان کی حقیقت کیا ہے۔

۴۔ بلیک ہولز (Black Holes) دراصل کیا ہیں؟

۵۔ دنیا میں گرمی کا تناسب کیوں بڑھ رہا ہے اور گلیشیر کیوں پگھلنے لگ گئے ہیں؟

آئیے سب سے پہلے برمودا مثلث کے راز کو معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں:-
میں اس امر کا کھلے دل سے اعتراف کرتا ہوں کہ میں اوسط درجے کی صلاحیتوں کا ایک فرد ہوں
اور دینی و سائنسی حوالوں سے میرا مطالعہ بہت ہی محدود ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کی مدد اور توفیق سے میں
جدید ترین سائنسی معلومات بہت شوق اور توجہ سے پڑھنے کی کوشش کرتا ہوں اور واقعات کی روشنی
میں ان سے ایسے نتائج اخذ کر لیتا ہوں جو نادر ہیں اور ایمان میں اضافے کا موجب بن سکتے
ہیں..... آئیے آپ بھی اس مطالعے میں میرے شریک ہو جائیے۔

امریکہ کے جنوب مشرقی ساحلوں کے قریب بحر اوقیانوس میں برمودا کا علاقہ صدیوں
سے پُر اسرار واقعات اور حادثات کا موضوع بنا ہوا ہے۔ اس علاقے سے گزرنے والے بحری
جہاز، کشتیاں بلکہ ہوائی جہاز بھی ٹھیک اس علاقے میں جا کر یکا یک غائب ہو جاتے ہیں اور پھر ان
کا کہیں سراغ نہیں ملتا۔ چنانچہ ایک مختاط اندازے کے مطابق اب تک ایک ہزار سے زیادہ بحری
اور ہوائی جہاز اور آٹھ ہزار سے زیادہ افراد کوئی سراغ یا نشان چھوڑے بغیر یہاں غائب ہو چکے
ہیں۔

مثلث برمودا عہد حاضر کا شاید سب سے بڑا راز ہے۔ امریکہ اور یورپ بھر کے
سائنس دان اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود اس راز کے چہرے پر پڑے ہوئے نقاب ہٹا نہیں
سکے۔ اس علاقے میں بے حد حیرت انگیز واقعات رونما ہوتے ہیں جن کی کوئی بھی سائنسی یا عقلی
توجیہ نہیں کی جاسکتی۔ یہاں پہنچتے ہی ہوائی جہازوں کے کمپاس کی سوئیاں تیزی سے گھومنے لگتی
ہیں اور جائر و سکوپ (Gyro Scope) جہاز کے توازن اور سمت کو درست رکھنے والا آلہ
ناکارہ ہو جاتے ہیں۔ ریڈیائی پیغامات میں خلل آ جاتا ہے اور جہازوں کے پامیلٹ ایک بالکل
ہی انوکھے ماحول میں گھر جاتے ہیں، چنانچہ ان کے جو آخری پیغامات کنٹرول روم میں سنائی دیتے
ہیں وہ شدید ترین خوف اور گھبراہٹ کی عکاسی کرتے ہیں۔ ”یہاں مکمل اندھیرا ہے..... گھپ
اندھیرا، جہاز بے قابو ہو رہا ہے، ہم کہاں جا رہے ہیں، یہ کیا ہو رہا ہے۔“ اور اس کے بعد گہری

خاموشی چھا جاتی ہے، ہمیشہ کی خاموشی..... اور عجیب بات یہ ہے کہ ان حادثات کی زد میں آنے والا کبھی ایک فرد بھی زندہ نہیں بچا..... اور گم ہونے والے ہوائی یا بحری جہازوں کی تلاش میں جو ٹیمیں اُدھر گئیں وہ بھی کبھی لوٹ کر نہیں آئیں نہ ان کا کوئی پتہ نشان مل سکا۔

البتہ چند جہاز جو اس فضا کی لپیٹ میں آ تو گئے لیکن دس پندرہ منٹ کے بعد انہیں رہائی مل گئی، تو حیرت انگیز طور پر ان کی گھڑیاں پیچھے رہ گئیں۔ اس علاقے کی پُر اسراریت کا یہ عالم ہے کہ دسمبر ۱۹۴۵ء میں پانچ امریکن بمبار ہوائی جہازوں کا پورا ایک فلیٹ تربیتی پرواز کے دوران یوں غائب ہو گیا کہ جیسے کبھی اس کا وجود ہی نہ تھا اور جب یہ حادثہ پیش آیا تو موسم بڑا ہی سازگار تھا اور سمندری طوفان یا جھکڑ کا کوئی وجود نہ تھا۔ اسی طرح برٹش ساؤتھ امریکن ایئر لائنز کے تین جہاز اپنے تمام مسافروں سمیت غائب غلہ ہو گئے اور ان کا کوئی نشان تک نہ ملا۔

غائب ہونے والے جہازوں کے کپتانوں نے آخری پیغامات میں اپنے سامنے چمکدار بادلوں اور سفید پانیوں کا ذکر تکرار کے ساتھ کیا ہے۔ سب سے حیرت انگیز اور پُر اسرار چیز اس علاقے میں اڑن طشتریوں کا وجود ہے جن کو اب تک ہزاروں افراد کھلی آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں۔ ڈسک کی شکل کی یہ خلائی گاڑیاں برمودا کی فضاؤں میں عام اڑتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ ان کی رفتار غیر معمولی حد تک تیز ہوتی ہے، ان میں سے کوئی آواز برآمد نہیں ہوتی اور ان کے رنگ کبھی سرخ اور کبھی نارنجی شیڈ میں تبدیل ہو جاتے ہیں..... یہ یکا یک نمودار ہوتیں اور کوئی شور پیدا کیے بغیر یکا یک سمندر میں غائب ہو جاتی ہیں۔ بے شمار لوگوں نے دیکھا ہے کہ برمودا کے پانیوں میں سے ایک ”جہاز“ نکلتا ہے اور آواز پیدا کیے بغیر آسمان کی وسعتوں میں گم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح یکا یک ایک جہاز فضا میں نمودار ہوتا ہے اور سمندر میں اس طرح غوطہ لگا جاتا ہے کہ نہ پانی اڑتا ہے نہ لہریں پیدا ہوتی ہیں اور نہ کوئی شور سنائی دیتا ہے۔

امریکی خلائی ادارے ناسا کے جاری کردہ اعداد و شمار کے مطابق ۱۹۴۷ء سے ۱۹۷۰ء

تک بارہ ہزار چھ سواٹھارہ افراد نے شہادت دی کہ انہوں نے برمودا کی فضاؤں میں پُر اسرار اڑن

طشتریاں اپنی کھلی آنکھوں سے دیکھی ہیں۔

اسی نوعیت کے ان گنت، مجیز العقول واقعات اس علاقے میں وقوع پذیر ہوتے رہتے ہیں۔ ایک بار رات کے پونے بارہ بجے ایک امریکی بحری جہاز برمودا کے علاقے میں محو سفر تھا۔ کوئی چلا یا کہ جہاز کے دائیں جانب والے نگران نے کوئی چیز دیکھی ہے اور وہ بے ہوش ہو گیا ہے۔ کوئی اور چیخا کہ باہر کوئی پراسرار چیز ہے۔ اس جہاز کا ایک افسر رابرٹ ریلے لکھتا ہے کہ میں اپنے ساتھیوں کی معیت میں باہر نکلا۔ دیکھا کہ چاند جیسی کوئی چیز تھی جو تقریباً پندرہ میل کے فاصلے پر افق سے بلند ہو رہی تھی، مگر اس کا حجم چاند سے تقریباً ایک ہزار گنا بڑا تھا۔ وہ چیز خود بے حد روشن تھی، مگر اس سے روشنی خارج نہیں ہو رہی تھی۔ مزید حیرت انگیز بات یہ تھی کہ وہ چیز راڈار پر نظر نہیں آرہی تھی۔

اسی طرح گوبھی کے پھول سے مشابہ پانی کے ایک بڑے پہاڑ کے بلند ہونے کا منظر ۱۱ اپریل ۱۹۶۳ء کو بوننگ ۷۰ کے ہوا بازوں نے دیکھا۔ یہ منظر دن کے ڈیڑھ بجے اکتیس ہزار فٹ کی بلندی سے پامیلٹ، کیپٹن اور فلائیٹ انجینئروں نے بڑے واضح انداز میں دیکھا۔ پانی کے اس پہاڑ کی چوڑائی تقریباً ایک میل اور بلندی تقریباً تین ہزار فٹ تھی۔

صاف کھلے وسیع آسمان پر عجیب و غریب ساخت کے اکیلے دو کیلے بادلوں کا مشاہدہ بھی یہاں روزمرہ کا معمول ہے۔ یہ بادل ڈراؤنے انداز میں چمکتے اور عجیب عجیب شکلیں اختیار کرتے رہتے ہیں۔ ایک مرتبہ ایئر فورس کا ایک طیارہ اسی طرح کے بادلوں کے قریب سے گزرا تو ان میں سے انتہائی تیز سرچ لائیٹ کی شعاع نکلی اور تقریباً دو سینکڑہ تک جہاز کے گرد و پیش کا جائزہ لیتی رہی، پھر طیارے پر آ کر ٹھہر گئی اور اس وقت تک طیارے کو اپنے حصار میں لیے رہی جب تک طیارہ بادلوں کے قریب سے نہیں گزر گیا۔ یہ سب کچھ چھ سینکڑہ میں ہو گیا۔ پامیلٹ نے صورتحال کی نزاکت کا احساس کرتے ہوئے طیارے کا رخ جلدی سے موڑ لیا۔

برمودا کے علاقے میں ایسی مثالیں بھی بہت سی ہیں کہ بحری جہاز تو سلامت رہا لیکن

اس کے سینکڑوں مسافر پُر اسرار طور پر غائب ہو گئے اور ان کا کوئی سراغ نہ ملا۔ مسافروں کے کمروں میں ایک ایک چیز صحیح حالت میں اپنی اپنی جگہ موجود پائی گئی۔

اور جیسا کہ عرض کر چکا ہوں ایسی بہت سے مثالیں موجود ہیں کہ بعض ہوائی جہاز اس فضا میں غیر معمولی حالات سے دوچار ہوئے ان کے سارے آلات جام ہو گئے، وہ شدید ترین تاریکیوں میں گھر گئے، لیکن پھر اس بحرانی کیفیت سے نکل گئے، اور حیرت انگیز طور پر جہاز کی اور عملے کی گھڑیاں دس یا پندرہ منٹ پیچھے ہو گئیں۔

مثلاً برمودا کے اسرار کا ایک اور حیرت انگیز پہلو..... لانگ وڈ کالج ورجینیا کے فزکس کے پروفیسر وائن مشچن اپنے معاونین کے ساتھ تین برسوں سے موسمی سیاروں سے حاصل کردہ تصاویر کے تجزیے میں مصروف ہیں۔ انہوں نے مشاہدہ کیا کہ گذشتہ دو سالوں میں موسمی سیارے آٹھ سو میل کی بلندی پر جب برمودا مثلث کے عین اوپر پہنچتے ہیں تو ان کے سارے آلات ایک دم ناکارہ ہو جاتے ہیں اور ٹیپ شدہ تصاویر میں سنگلز کی ترسیل بند ہو جاتی ہے۔

برمودا مثلث کے بارے میں یہ معلومات میں نے ان مضامین سے حاصل کی ہیں جو کراچی کے ماہنامہ ”سائنس ڈائجسٹ“ میں نومبر ۱۹۹۸ء سے فروری ۲۰۰۰ء تک مسلسل تیرہ قسطوں میں شائع ہوتے رہے۔

برمودا مثلث کے اسرار کی حقیقت کیا ہے؟ اس کی کنہ تک پہنچنے کی بہت سے سائنس دانوں اور محققین نے کوشش کی ہے مگر سچی بات ہے کہ کسی ایک کو بھی مطلوب کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ جب حال یہ ہے کہ گم شدہ بحری اور ہوائی جہازوں کی تلاش میں جانے والی کوئی ایک تحقیقاتی ٹیم بھی واپس نہیں آئی اور آٹھ سو میل کی بلندی پر بھی خلائی سیاروں کے آلات برمودا مثلث کے اوپر آ کر بے کار ہو جاتے ہیں، تو اس راز کو بے نقاب کرنے کا دعویٰ کون کر سکتا ہے؟ چنانچہ اس حوالے سے جتنی کتابیں بھی شائع ہوئی ہیں، ان میں محض اٹکل پچھو سے کام لیا گیا ہے، بے سرو پا مفروضے ہیں جو پیش کیے گئے ہیں اور متذکرہ نوعیت کے مخیر العقول واقعات کا کوئی

ٹھوس، قابل قبول سبب بیان نہیں کیا گیا اور اب تو کائنات کی پُر اسراریت کا انکار کرنے والے عیار لوگ برمودا کے اسرار کا بھی کمال ڈھٹائی سے انکار کرنے لگے ہیں اور اس حوالے سے ان کے سارے دلائل لایعنی اور بے بنیاد ہیں۔ چنانچہ روزِ اوّل کی طرح یہ معما آج بھی لایخیل ہے اور اس کی کوئی سائنسی، عقلی تو جیہہ پیش نہیں کی جاسکی۔

میرے نزدیک برمودا مسئلہ کے اسرار کی ایک ہی ممکن تو جیہہ ہے کہ ہم کامل اعتماد کے ساتھ قرآن پاک اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس کا حل تلاش کرنے کی کوشش کریں۔ اس حوالے سے میں اپنا حاصل مطالعہ آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

قرآن پاک میں ہے کہ موت کے بعد انسانوں کی گناہ گار یا مجرم رو جس تجہیں میں رکھی جاتی ہیں جبکہ نیک روحوں کو علیتین میں پہنچا دیا جاتا ہے (سورۃ المطففین ۸۳: آیات ۷، ۸، ۹) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے علیتین کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ علیتین تو آسمانوں پر ہے جبکہ تجہیں زمین کی گہرائیوں کے اندر ہے۔ تجہیں کے لغوی معنی ہیں کھلے منہ کا تنگ، گہرا غار۔

(روایت حضرت براء بن عازب تفسیر ابن کثیر سورۃ المطففین جلد پنجم و مسند امام احمد جلد چہارم)

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی حدیث ہے کہ جب ایک شخص مرتا ہے تو دفن ہونے تک اُس کی روح وہیں موجود رہتی ہے اور اُس کے لواحقین جو کچھ کر رہے ہوتے ہیں، اُسے دیکھتی اور سنتی ہے لیکن کچھ بھی کرنے کے لائق نہیں ہوتی۔ (اوکا قال)

اس تناظر میں امریکہ کے ایک باہمت سائنس دان ڈاکٹر ریموڈ اے موڈی (Raymond A. Moody) نے بڑے ہی نادر موضوع پر تحقیق کی ہے۔ موصوف فلسفہ میں پی ایچ ڈی اور میڈیکل سائنس میں ایم ڈی ہیں اور ورچینیا یونیورسٹی میں ریڈر کے عہدے پر فائز ہیں۔ انہوں نے ”لائف آفٹر لائف“ کے عنوان سے ایک کتاب مرتب کی جس کا ترجمہ ستار طاہر مرحوم نے کیا تھا اور اسے ”دارالبلاغ“ محمد نگر، لاہور نے نومبر ۱۹۸۰ء میں شائع کیا تھا۔ ڈاکٹر موڈی نے ڈیڑھ سو ایسے افراد تلاش کر لیے جو کسی حادثے یا بیماری کے نتیجے میں مر گئے تھے اور

انہیں Clinically Dead قرار دے دیا گیا تھا، لیکن کچھ دیر کے بعد وہ زندہ ہو کر ہوش میں آ گئے۔ موصوف نے اُن سے انٹرویو کیے۔

کم و بیش ان سب نے تین باتیں مشترک طور پر بیان کیں:

ایک یہ کہ وہ اپنے ہی جسم کو کچھ فاصلے سے مردہ حالت میں دیکھ رہے تھے۔ یعنی ایک شخص اپنی کار میں سفر کر رہا تھا۔ راستے میں اُسے سنگین حادثہ پیش آ گیا۔ اُس نے بتایا کہ میں حیران تھا کہ میرا جسم کار میں بے جان حالت میں پڑا تھا، اور میں باہر کھڑا ہوا اُسے دیکھ رہا تھا۔ لوگ شور مچا رہے تھے، کار کو کاٹ رہے تھے۔ پھر انہوں نے میرے جسم کو باہر نکالا اور فٹ پاتھ پر لٹا دیا اور میں یہ سب کچھ حیرت سے دیکھ رہا تھا..... اس کے بعد مجھے ایک گہرے غار میں لے جایا گیا جس کے آخری کنارے پر روشنی نظر آ رہی تھی، لیکن تھوڑی ہی دیر کے بعد مجھے واپس لایا گیا، میرا اصل جسم حرکت میں آ گیا اور میں اُنھ کر بیٹھ گیا۔

اس نوعیت کے تجربات سب نے بیان کیے ہیں، یعنی اپنے مردہ جسم کو فاصلے سے دیکھنا، ایک گہرے غار میں اُترنا اور غار کے آخری کنارے پر روشنی کا نظر آنا۔

ایک عورت دل کی مریضہ تھی۔ اُسے آپریشن کے لیے آپریشن تھیٹر میں لے جایا گیا۔ اُس نے بتایا کہ میں نے ڈاکٹر کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اس کے دل نے تو حرکت کرنا بند کر دیا ہے اور اس کے ساتھ ہی میں اپنے جسم سے نکل کر چھت کے ساتھ معلق ہو گئی اور سٹریچر پر پڑے ہوئے اپنے جسم کو دیکھنے لگی۔ میں دیکھ رہی تھی کہ ایک نرس میرے منہ کے ساتھ منہ لگا کر مصنوعی تنفس دینے کی کوشش کر رہی تھی..... اس اثنا میں مجھے ایک طرف لے جایا گیا اور عجیب بات یہ ہے کہ میں درختوں اور چٹانوں کے اندر سے گزرتی ہوئی جا رہی تھی حتیٰ کہ مجھے ایک غار میں لے جایا گیا، لیکن تھوڑی ہی دیر کے بعد مجھے واپس لایا گیا اور میں نے سٹریچر پر پڑے پڑے آنکھیں کھول دیں۔

گویا اس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمائی ہوئی دونوں باتوں کی من و عن تصدیق ہو گئی کہ ایک شخص کے مرنے کے بعد اُس کے ذہن ہونے تک اُس کی روح وہاں موجود

رہتی ہے اور جو کچھ ارد گرد کے ماحول میں ہو رہا ہوتا ہے، اُسے بقائمی ہوش و حواس دیکھتی ہے۔ گویا اس سے یہ بھی تصدیق ہوگئی کہ روح جسم سے الگ، اپنی ایک علیحدہ، باقاعدہ حیثیت رکھتی ہے۔

جاننا حضورؐ نے فرمایا کہ مجرم روحمیں تجہیں میں رکھی جاتی ہیں اور تجہیں زمین کے اندر ہے..... اور چونکہ انٹرویو دینے والے یعنی عارضی طور پر مرنے والے سب غیر مسلم ہیں، اس لیے ان سب نے ایک غار کا ذکر کیا ہے اور وہی تجہیں کا غار ہے۔

چنانچہ ان معلومات کی روشنی میں جن کی تصدیق عقاید، شواہد اور عقل تینوں اعتبار سے ہو رہی ہے، ہم پورے اعتماد کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ برمودا مثلث دراصل تجہیں ہی کا راستہ ہے۔ مضبوط قرائن اس امر کے ہیں کہ لاکھوں فرشتے ہمہ وقت انسانی روحوں کو قبض کر کے تجہیں کا رخ کرتے ہیں اور خدائی احکامات کے تحت جلد از جلد انھیں اُن کے ٹھکانے پر پہنچانے کی فکر کرتے ہیں۔ وہ اپنے فرض کی ادائیگی میں لمحہ بھر کی تاخیر یا رکاوٹ برداشت نہیں کرتے، اس لیے تجہیں کی طرف سفر کرتے ہوئے جو چیز بھی ان کے راستے میں حائل ہوتی ہے، وہ اُسے کھینچ کر اپنے ساتھ لے جاتے ہیں اور اُس کا کہیں سراغ نہیں ملتا۔

کراچی کے مشہور عالم دین مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کی روایت کے مطابق ڈاکٹر ریمنڈ اے موڈی نے ”لائف آفٹر لائف“ کے بعد The Light Beyond کے عنوان سے ایک اور کتاب مرتب کی جس میں مزید ایک ہزار افراد سے انٹرویو کیے گئے ہیں۔ ان میں سے بعض افراد نے بتایا کہ وہ نیچے چلتے گئے، وہاں ان گنت لوگ تھے، وہ بری طرح چیخ رہے تھے، وہ سب ننگے تھے۔ وہاں آگ تھی، وہ سب پانی پانی پکار رہے تھے۔ وہ اتنی بڑی تعداد میں تھے کہ ان کا شمار کرنا ممکن نہ تھا۔ اس بیان سے سائنس دانوں کی رائے کی تصدیق ہوتی ہے کہ زمین

ایونیورسٹی کالج لندن کے سائنس دانوں نے تحقیق کی ہے کہ زمین کا مرکز 5500 ڈگری سینٹی گریڈ پر دھک رہا ہے جو سورج کے درجہ حرارت کے برابر ہے یہ تحقیق سپر کمپیوٹر کے ذریعے کی گئی (جنگ لاہور کیم

کا اندرونی مرکز سورج ہی کی طرح گرم ہے۔

اور قرائن یہ ہیں کہ مجرم روحوں کو برمودا مثلث کے غار کے راستے زمین کے گرم ترین مرکز میں پہنچایا جاتا ہے۔ گویا مجرم اور ظالم روحمیں بغیر کسی تاخیر کے عذاب کے حوالے کر دی جاتی ہیں۔ اس سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ انٹرویو دینے والوں کی اکثریت نے غار کے آخری کنارے پر جس روشنی کا ذکر کیا ہے، وہ دراصل زمین کے مرکز کی کھولتی دہکتی آگ ہے، جہاں مجرم روحوں کو مقید کیا جاتا ہے۔

اب اگر غور کریں تو اس امر کو سمجھنا مشکل نہیں رہتا کہ برمودا مثلث کے علاقے میں بُرے اسرار اُڑن طشتریوں کی حقیقت کیا ہے؟ متذکرہ واقعات و شواہد کی روشنی میں دراصل یہ فرشتے ہیں جو مختلف روپ دھار کر اس فضا میں جو پرواز رہتے ہیں اور وجودیت کے علبردار، مادیت کے پرستار لوگوں کو زبان حال سے چیلنج کر رہے ہوتے ہیں کہ تم خدا کا اس لیے انکار کرتے ہو کہ وہ نظر نہیں آتا، لیکن ہم تو اس وقت مختلف صورتوں میں نظر آ رہے ہوتے ہیں، تب بتاؤ کہ ہم کیا ہیں؟ جرات ہے تو ہمارا بھی انکار کرو، لیکن تم ایسا نہیں کر سکتے کہ ہزاروں لوگ، مختلف وقتوں میں، کھلی آنکھوں سے ہمارا مشاہدہ کرتے ہیں اور ہمارے حوالے سے حیرت انگیز تجربات سے دوچار ہوتے ہیں۔

یوں لگتا ہے کہ برمودا مثلث کے اسرار اور اُڑن طشتریوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ دراصل اہل یورپ خصوصاً دہریت والحاد کے امام امریکہ والوں پر عہد حاضر میں اپنی جنت تمام کر دینا چاہتا ہے تاکہ وہ کھلی آنکھوں سے نظر آنے والے ان معجزات کو دیکھ کر اللہ اور اس کے دین حق کا اقرار کر لیں اور باطل پرستی کا رویہ ترک کر دیں۔

تو قارئین کرام، ہمیں پورے یقین اور اعتماد کے ساتھ اس حقیقت کو تسلیم کر لینا چاہیے کہ برمودا کا مثلث دراصل سچین کا راستہ ہے اور یہاں کی فضاؤں میں اُڑن طشتریاں، عجیب و غریب جہاز اور مافوق سفید بادل دراصل فرشتوں کے مختلف روپ ہیں، اس کے سوا اس کی کوئی

توجہ نہیں کی جاسکتی اور ہمیں یہ توجہ بہہ کرتے ہوئے ذرا بھی کسی Complex میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے۔



مولانا عبدالحق ہاشمی صاحب (پیدائش 1963-9-30) مدینہ یونیورسٹی کے فارغ التحصیل، پنجاب یونیورسٹی کے گریجویٹ اور جدید عالم دین ہیں مجھے ان کی دینی معلومات اور ثقافت پر بہت بھرپور ہے۔ موصوف جماعت اسلامی صوبہ بلوچستان کے امیر بھی ہیں۔ میں نے ان کی خدمت میں یہ مقالہ پیش کیا تو ایک روز انہوں نے فرمایا کہ برمودا کے سمندری غار کا مثلث یعنی تین کونوں والا ہونا خصوصی طور پر قابل غور ہے۔ اس ضمن میں انہوں نے سورہٴ مرسلات نمبر ۷۷ کی چار آیات کا حوالہ دیا (نمبر ۲۹ سے ۳۳) جن کا ترجمہ یوں ہے: ”چلو اب اس چیز کی طرف جسے تم جھٹلایا کرتے تھے چلو اس سائے کی طرف جو تین شاخوں والا ہے۔ (ظِلُّ ذِي ثَلَاثِ شُعَبٍ) نہ ٹھنڈک پہنچانے والا اور نہ آگ کی لپٹ سے بچانے والا۔ وہ آگ محل جیسی بڑی چنگاریاں پھینکے گی (جو اچھلتی ہوئی یوں محسوس ہوں گی) گویا کہ وہ زرد اونٹ ہیں۔ تاہی ہے اس روز جھٹلانے والوں کے لیے۔“

مولانا ہاشمی صاحب نے فرمایا جب یہ بات مستند احادیث سے ثابت ہے کہ تین زمین کے اندر ہے اور قرآن کی رو سے وہاں مجرم روحوں کو قید کیا جاتا ہے تو کیا عجب کہ وہ برمودا ہی کے مقام پر واقع ہو کہ برمودا کے تین کونے ہیں اور اس آیت کی رو سے اللہ تعالیٰ اپنے باغیوں کو تین کونوں والی دہکتی ہوئی آگ میں داخل ہونے کا حکم دے رہے ہیں۔ یہ بات بھی بڑی اہم ہے کہ بیہقی نے ”دلائل نبوت“ میں حضرت عبداللہ بن سلامؓ سے روایت کیا ہے کہ جہنم زمین کے اندر ہے (بحوالہ ”معارف القرآن“ جلد ۸ ص ۶۹۵) چنانچہ غور کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ اصل جہنم تو کائنات کے کسی دور دراز گوشے میں مستور ہے لیکن اس کا ایک حصہ برمودا کی صورت میں زمین کے اندر محفوظ کر دیا گیا ہے۔

گویا یوں محسوس ہوتا ہے کہ جو لوگ زمین میں رہتے ہوئے اللہ کی بغاوت

پر کمر باندھے رکھتے ہیں، ان کی موت کے فوراً بعد ان کی روحوں کو زمین ہی کے اندر ایک ایسی جگہ میں ٹھونس دیا جاتا ہے جو جہنم ہی کا ایک حصہ ہے اور علمی و سائنسی حوالوں کے ساتھ میں نے یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ وہ مقام برمودا ہے (واللہ اعلم بالصواب)

ناسا (NASA) کی تصاویر کی حقیقت

اب آئیے دیکھتے ہیں کہ امریکی خلائی تحقیقاتی ادارے ناسا کی دور بین ہبل نے جو تصاویر گزشتہ برسوں میں فراہم کی ہیں اور اخبارات میں شائع ہوئی ہیں۔ ان کی حقیقت کیا ہے؟ امریکی ماہر فلکیات ایڈون پاول ہبل نے ۱۹۲۰ء میں یہ نظریہ پیش کیا کہ ہماری کہکشاں سے آگے کائنات خالی نہیں بلکہ وہاں بے شمار کہکشائیں موجود ہیں۔ ہبل (Hubble) ۱۹۵۳ء میں ۶۴ برس کی عمر میں وفات پا گیا۔ بعد میں اس نظریے پر تحقیق جاری رہی اور اسی حوالے سے ۱۹۹۰ء میں امریکی خلائی ادارہ ناسا نے خلائی شٹل ”ڈسکوری“ کے ذریعے ایک خلائی دور بین خلا میں بھیجی جس کا نام ایڈون پاول ہبل کے نام پر ”ہبل“ رکھا گیا۔ یہ وہی دور بین ہے جو سب سے پہلے ۱۹۸۶ء میں خلا میں بھیجی گئی تھی، لیکن تھوڑے ہی عرصے کے بعد خراب ہو گئی تھی اور اسے بصد مشکل زمین پر اتار لیا گیا تھا۔

ہبل دور بین زمین سے ۳۸۰ میل دور اپنے مدار میں گردش کر رہی ہے۔ اس میں مختلف وقتوں میں خرابیاں بھی پیدا ہوتی رہی ہیں۔ لیکن ناسا کے حوصلہ مند سائنس دان اس کی مرمت کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ ۱۹۹۵ء سے ۲۰۰۳ء تک اس دور بین نے تواتر کے ساتھ کائنات کے دور دراز گوشوں (Deep Universe) کی تصاویر حاصل کیں جن سے فلکیات کے بارے میں بڑی ہی حیرت انگیز اور پراسرار معلومات کا انکشاف ہوا اور ایڈون پاول ہبل کا نقطہ نظر درست ثابت ہوا۔ ناسا کی طرف سے اعلان ہوا کہ ہبل دور بین کم از کم ۲۰۱۰ء تک مطلوب تصاویر بھیجتی رہے گی، مگر حیرت انگیز طور پر ۲۰۰۴ء میں ہبل خراب ہو گئی اور اس نے تاریک کائنات (Deep Universe) کی تصاویر بھیجنی بند کر دیں۔

میں نے اخبارات میں شائع ہونے والی ہبل کی فراہم کردہ تصاویر درجنوں کی تعداد میں محفوظ کی ہیں۔ کھلی آنکھوں سے صاف نظر آتا ہے کہ یہ تصاویر شعلوں کی ہیں، بھڑکتے ہوئے نیلے، پیلے، سرخ شعلوں کی..... لیکن حیرت انگیز طور پر ان تصاویر کے نیچے ناسا کی طرف سے جو تعارفی جملے (Captions) لکھے نظر آتے ہیں، وہ یوں ہیں: ایک ستارہ خودکشی کر رہا ہے، ایک ستارہ پیدا ہو رہا ہے، ایک کہکشاں دوسری کو نگل رہی ہے وغیرہ..... اور میرے نزدیک یہ ان سائنس دانوں کی کم نظری ہے وہ حقیقت کے دروازے پر پہنچ گئے مگر اس کا ادراک نہیں کر سکے علامہ اقبال نے ایسے ہی لوگوں کے لیے کہا تھا

عقل گواستاں سے دور نہیں اس کے مقدور میں حضور نہیں
دل بیٹا بھی کر خدا سے طلب آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

میں ذیل میں ان تصویروں کے تعارفی جملے اور متعلقہ خبروں کا خلاصہ درج کر رہا ہوں اور آخر میں ان کے حوالے سے اپنا نتیجہ و فکر بیان کروں گا۔ یہ معلومات واقعی چونکا دینے والی ہیں، دہشت زدہ کر دینے والی ہیں:

۱۔ ☆ ایک خبر: کھربوں میل دور سینکڑوں ستارے ٹکرا گئے۔ خوفناک دھماکے ہوئے جن کے بعد سینکڑوں ستارے پھٹ کر بکھر گئے۔ انسانی تاریخ میں پہلی بار اتنی زبردست روشنی پھیلی..... عظیم ترین دور بین ہبل نے ریکارڈ کر لیا۔ (نوائے وقت ۱۲ جون ۱۹۹۷ء)

۲۔ ☆ ناسا کی رصدگاہوں کے مطابق خلا میں ہزاروں نئے ستاروں نے جنم لینا شروع کر دیا ہے.. ماہرین کے مطابق اب تک کیے جانے والے مشاہدے کی رو سے ثابت ہوا ہے کہ کہکشاؤں کے تصادم سے ستارے جنم لیتے ہیں۔ کیونکہ اس وقت خلا میں بے شمار ستاروں کی روشنیاں جھلملاتی ہوئی نظر آ رہی ہیں۔ ("جسارت" کراچی۔ ۲۴ اکتوبر ۱۹۹۷ء)

۳۔ ☆ ایک خبر: سورج سے تیس کروڑ گنا بھاری بلیک ہول مل گیا۔ بلیک ہول دراصل بہت بڑے بڑے مردہ ستاروں پر مشتمل ہے۔ وہاں کثافت کا یہ عالم ہے کہ ان کی کشش ثقل روشنی کو بھی اپنے

اندر قید کر لیتی ہے..... یہاں ایسے تنگ علاقے بھی ہیں جن میں خلائی گرد اور گیسوں کی فوارے کی طرح اچھل رہی ہیں ("جنگ" لاہور ۲ نومبر ۱۹۷۷ء)

۴۔ ☆ ایک خبر: ماہرین فلکیات نے آسمان پر ایک روشن ترین ستارہ دریافت کیا ہے جو سورج سے ایک کروڑ گنا (دس ملین گنا) طاقت ور اور کئی سو گنا بڑا ہے۔ اس انجیلس کے ایک اخبار ورلڈ نیوز کے مطابق ایک سائنس دان نے خوفزدہ آواز میں بتایا کہ یہ ستارہ زمین کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اس کا نام "پگل سار" رکھا گیا ہے۔ یہ حرارت اور روشنی کے بہت بڑے گولے کی طرح چودہ کروڑ میل قطر پر مشتمل ہے جبکہ اس کے مقابلے میں سورج کا قطر چار لاکھ تیس ہزار میل ہے۔ اس ستارے سے چھ سیکنڈ میں جتنی روشنی اور توانائی خارج ہوتی ہے وہ سورج ایک سال میں خارج کرتا ہے..... بہت سے ماہرین فلکیات یہ بات کہتے ہوئے خوف و دہشت سے کانپ جاتے ہیں کہ یہ ستارہ بڑی تیز رفتاری کے ساتھ زمین کی طرف بڑھ رہا ہے اور جوں جوں یہ قریب آتا جائے گا زمین کا درجہ حرارت بڑھتا چلا جائے گا۔ (روزنامہ "خبریں" ۸ جنوری ۱۹۸۷ء)

۵۔ ☆ ایک خبر: خلائی سائنس دانوں نے عجیب و غریب دھماکا خیز گامایز کا ایک جھمکھا دریافت کیا ہے جو زمین سے بارہ کروڑ نوری سال کے فاصلے پر ہے۔ ان میں سے ایک سے دو سیکنڈ میں پیدا ہونے والی روشنی پوری کائنات کی روشنی سے کہیں زیادہ ہے۔ ("خبریں" ۹ مئی ۱۹۸۷ء)

(نوری سال؟ اگر ایک جہاز ایک لاکھ چھپاسی ہزار میل فی سیکنڈ کی رفتار سے چلے اور ایک سال تک مسلسل چلتا رہے تو یہ ایک نوری سال ہوگا)۔

۶۔ ☆ ایک خبر: تصویروں کے ساتھ۔ کائنات میں عجیب و غریب طاقت کے حامل نئے ستاروں کی دریافت۔ نیوکلیر اکھ سے بنے ہوئے نئے ستارے سورج سے آٹھ گنا بڑے ستاروں کی توڑ پھوڑ سے پیدا ہوئے۔ ایک ستارے کا حجم ۱۲ میل اور مادہ سورج سے زیادہ وزنی ہے۔ مادے کا ایک چمچ زمین کے اربوں ٹن کے برابر ہے۔ (نوائے وقت ۹ اکتوبر ۱۹۸۷ء)

۷۔ ☆ ہولناک شعلے کی تصویر، سپر ہاٹ (غیر معمولی گرم) قسم کے یہ ستارے انتہائی نایاب ہیں اور

ان کی عمر بہت کم ہوتی ہے۔ (نوائے وقت ۷ اکتوبر ۱۹۸۷ء)

۸۔ ☆ نیلے، پیلے سرخ، سیاہ اور سفید شعلے کی پھیلی ہوئی تصویر۔ اس کے نیچے یہ مضحکہ خیز تعارفی سطور ہیں: ہماری کہکشاں میں نیا ستارہ پیدائش کے عمل سے گزر رہا ہے۔ ستارہ پیدا ہونے کی یہ تصویر چلتی میں نصب ایک بہت بڑی دوربین سے لی گئی۔ (نوائے وقت ۲ دسمبر ۱۹۸۷ء)

۹۔ ☆ ماہرین فلکیات نے پہلی بار گامایز دھماکوں سے روشنی نکلتے ہوئے دیکھی ہے۔ یہ اپنی قسم کے پراسرار اور طاقتور دھماکے ہیں جو کائنات کی تہوں میں باقاعدگی سے ہلچل مچاتے ہیں۔ تقریباً ایک سو سینڈ تک جاری رہنے والے دھماکے کا پتہ دو مواصلاتی سیاروں نے چلایا اور یہ کھربوں سورجوں سے نکلنے والی توانائی کے برابر ہے۔ (نوائے وقت ۲۹ جنوری ۱۹۹۹ء)

۱۰۔ ☆ سرخ، پیلے اور سیاہ رنگوں میں گھری ہوئی واضح شعلوں کی تصویر۔ اس کا عنوان ہے ”ستارے کی خودکشی“ تصویر کے نیچے تعارفی جملے یوں ہیں: ہبل خلائی دوربین نے ایک پڑوسی کہکشاں میں واقع ایک بہت بڑے ستارے (سپرنووا) کی خودکشی کی یہ تصویر لی ہے۔ ستارے کے از خود تباہ ہونے کا منظر ۲۳ فروری ۱۹۸۷ء کو جنوبی کرۂ ارض میں سائنس دانوں نے مشاہدہ کیا تھا۔ سپرنووا کی تباہی کا عمل طویل عرصہ تک جاری رہتا ہے (نوائے وقت ۱۰ فروری ۱۹۹۹ء)

۱۱۔ ☆ مختلف رنگوں پر مشتمل ایک تصویر اور اس میں روشنیوں کی چکاچوند..... نیچے لکھا ہے! اس تصویر میں دیئے گئے مقام پر بڑے بڑے سورج پھٹ رہے ہیں۔ اس مقام کو ماہرین فلکیات ”موج 301“ کے نام سے پکارتے ہیں۔ موج 301 کے اکثر سورج اپنی عمر پوری کر کے پھٹ کر سپرنووا میں تبدیل ہو چکے ہیں۔ یہ پھٹے ہوئے سورج اپنے اطراف میں تین سو میل فی سینڈ کے حساب سے مواد بکھیر رہے ہیں۔ (روزنامہ ”پاکستان“ ۱۸ اپریل ۱۹۹۹ء)

۱۲۔ ☆ ایک خبر: ہبل سپیس دوربین نے تین متحرک کہکشاؤں کی تصویر اتار لیں جو ایک دوسرے کے قریب ناجتنی نظر آتی ہیں۔ منظر انتہائی خوبصورت ہے۔ اگر کبھی ان کے گھومنے کی رفتار میں کمی آگئی تو آپس میں ٹکرا کر ایک دوسری میں مدغم ہو سکتی ہیں۔ یہ تینوں کہکشاںیں مرغولوں کی صورت میں ہیں۔ (روزنامہ ”دن“ ۸ ستمبر ۱۹۹۹ء)

۱۳۔ ☆ سیاہ اور براؤن رنگ کی عجیب خوفناک، ڈراؤنی تصویر کے نیچے لکھا ہے: "ناسا کی ہبل دور بین نے کارنیا نیبولا (Nebola) کے اندر موجود کروڑوں اربوں میل لمبے چوڑے پراسرار و پیچیدہ جسم کی تفصیل پڑنی تصویر حاصل کی ہے۔ یہ پراسرار جسم پہلے نہیں دیکھا گیا تھا..... اس نیبولا میں ایسے بہت سے سورج ہیں جو ہمارے سورج سے دس گنا زیادہ گرم اور سو گنا بڑے ہیں۔"

(”دن“ لاہور ۴ فروری ۲۰۰۰ء)

۱۴۔ ☆ ایک خبر: سائنس دانوں نے ایک کہکشاں میں ایک مقناطیسی بلبہ دریافت کیا ہے اور اس پر وہ حیران رہ گئے ہیں کہ یہ بلبہ کیسے بنا؟ ”یہ کہکشاؤں کی نئی خصوصیت ہے جس کا ہمیں پہلے علم نہ تھا۔“ (روزنامہ ”دن“ ۱۹ اپریل ۲۰۰۰ء)

۱۵۔ ☆ ایک خبر اور تصویر: ایک اور بلیک ہول دریافت۔ سینکڑوں نوری سال بلند بلبے اٹھ رہے ہیں۔ بلبوں کی لمبائی، چوڑائی آٹھ آٹھ سو نوری سال کے برابر ہے۔ یہ گرد کے دھبوں کے نیچے سے اٹھ رہے ہیں۔ سائنس دان بلبے دیکھ کر حیران رہ گئے۔ اپنی نوعیت کا واحد بلیک ہول جس میں گیس کی مقدار بے پناہ ہے۔ تصویر میں ایک سرخ شعلہ بلند ہوتا ہوا نظر آ رہا ہے۔ (روزنامہ ”دن“ لاہور ۷ جون ۲۰۰۰ء)

۱۶۔ ☆ ہماری کہکشاں میں اگرچہ ایک ارب سے زیادہ ستارے ہیں لیکن مجموعی طور پر یہ نسبتاً خاموش اور ”کم عمل“ کہکشاں ہے۔ اس کے مقابلے میں ”سین ٹارس“ کہکشاں کے مرکز میں بڑے پیمانے پر دھماکے ہو رہے ہیں۔ ابھی پتہ نہیں چلا کہ اس قدر غیر معمولی توانائی کا ماخذ کیا ہے۔ (روزنامہ ”دن“ ۲۵ جون ۲۰۰۰ء)

۱۷۔ ☆ گہرے سرخ رنگ کی تصویر جس میں پیلے اور سفید دھبے ہیں۔ نیچے لکھا ہے ”ناسا کی جاری کردہ تصویر میں باہم متصادم دو کہکشاؤں کے مرکزی حصے کو دکھایا گیا ہے۔ درجنوں روشن نقطے وہ نیوٹران سٹار (بلیک ہول) ہیں جو زوڑکی سورجوں سے روشنی کھینچ رہے ہیں۔ روشن قطعہ عظیم بلبے ہیں جن کی چوڑائی ہزاروں نوری سال پر مشتمل ہے۔ یہ بلبے ہزاروں سپرنووا کی اجتماعی طاقت کی

وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ ("پاکستان" ۱۸ اگست ۲۰۰۰ء)

۱۸۔ ☆ زمین سے چھ سو نوری سال کے فاصلے پر ایک ایسا غیر معمولی قسم کا بلیک ہول دریافت ہوا ہے جہاں وقت تھم جاتا ہے، خلا بے معنی اور روشنی قید ہو جاتی ہے۔ (روزنامہ "پاکستان" ۱۵ ستمبر ۲۰۰۰ء)

۱۹۔ ☆ تین تصویریں مع وضاحتی خبر: خلاؤں میں روپوش ایم ۱۱۲ ایگل نیبولا کو ہبل کی خلائی دوربین نے ۱۹۹۶ء میں دریافت کیا جب ماہر فلکیات پیٹر نے ہبل کی تصاویر کا تجزیہ کیا۔ پیٹر نے دیکھا کہ تصویروں میں چھوٹے چھوٹے دمدار ستاروں کا گروہ موجود ہے اور یہاں سے گیس اٹھ رہی ہیں جو جمی ہوئی ہائیڈروجن کے ستونوں کے بیرونی ریڈی ایشن کی وجہ سے بنتی ہیں۔ ماہرین نے بتایا کہ ایگل نیبولا کے ستونوں سے نکلنے والی گیسیں رنگین ہیں اور ان کا درجہ حرارت 250 سے K320 ہے۔ ہتھی کی سوئی کی مانند ان ستونوں کے درمیان موجود مادوں سے ستارے تشکیل پا رہے ہیں۔ ایگل نیبولا زمین سے سات ہزار نوری سال کے فاصلے پر ہے اور اس کے اندر کل مادہ میں سے ۲۰ فیصد غاروں کی شکل اختیار کر رہا ہے۔ ("نوائے وقت" ۱۶ اکتوبر ۲۰۰۰ء)

۲۰۔ ☆ ایک خبر: ہلکی وے گلیکسی اربوں سال سے چھوٹی کہکشاؤں کو نگل رہی ہے۔ پوری گلیکسی اپنے مرکز کے گرد خاص ردھم کے ساتھ حرکت پذیر ہے۔ ("نوائے وقت" ۱۰ جنوری ۲۰۰۱ء)

۲۱۔ ☆ ایک تصویر: سرخ، سیاہ اور سفید رنگ، عظیم الجثہ بلبہ نما جسم، پاس ایک بھڑکتا ہوا غیر معمولی شعلہ۔ نیچے لکھا ہے۔ امریکی خلائی ادارے ناسا کی جاری کردہ تصویر جہاں انتہائی روشن نومولود ستارے نظر آ رہے ہیں جو نیبولا (N83B) میں شدید تابکاری کے باعث دائرہ نما بلبے خارج کر رہے ہیں۔ تصویر میں بہت زیادہ روشن حصے بالکل نیچے نیبولا کے مرکز میں واقع بے ضرر سا نظر آنے والا ستارہ حقیقت میں ہمارے سورج سے تیس گنا بڑا اور اس سے دو لاکھ بار زیادہ روشن ہے ("جنگ" لاہور ۲۹ مارچ ۲۰۰۱ء)

۲۲۔ ☆ روزنامہ جنگ لاہور کے سنڈے میگزین مورخہ ۶ مئی ۲۰۰۱ء میں ایک مضمون شائع ہوا

تھا۔ عنوان ہے ”ایک ستارے کی موت“۔ نظر بظاہر یہ یہ کسی انگریزی مضمون کا ترجمہ ہے۔ ساتھ تین تصویریں بھی ہیں جو دکھتے ہوئے مواد کی عکاسی کرتی ہیں۔ اس مضمون کے بعض فقرے معنی خیز اور غور طلب ہیں۔ ملاحظہ ہوں:

”ہماری اس پوری کہکشاں میں ہر پل ستارے بنتے ہیں، اپنی عمر پوری کرتے ہیں اور پھر فنا ہو جاتے ہیں۔“

”بڑے ستارے، ستاروں کے اس گروہ کو کہتے ہیں جن کی کمیت دس سو جوں سے زیادہ ہوتی ہے اور ایسے ستارے غیر معمولی انجام سے دو چار ہوتے ہیں جس کا نظارہ دیدنی قرار دیا جاسکتا ہے ایسے میں ان کا حجم بڑھنا شروع ہو جاتا ہے۔ اور یہ (ہیٹ) میں کسی سرخ عفریت کی شکل اختیار کر لیتے ہیں جہاں ان کی بیرونی پرت ٹھنڈی ہونے کے ساتھ ساتھ پھیلنا شروع ہو جاتی ہے بالآخر ان کا مرکزی حصہ جسے مرکزہ کہتے ہیں ایک عظیم دھماکے کے ساتھ پھٹ پڑتا ہے۔ یہ دھماکہ اس قدر شدید ہوتا ہے کہ بالائے فضا اس کی دھمک دور دور تک محسوس ہوتی ہے۔ اس دھماکے کو سپر نووا کہا جاتا ہے۔ (سپر نووا ایک انفجاری ستارہ جس کے پھٹنے سے ہمارے سورج کی روشنی سے ایک سو ملین (یعنی ایک کروڑ گنا) سے بھی زیادہ روشنی پیدا ہوتی ہے۔)

۲۳۔ ☆ پیچ در پیچ گھنے شعلوں کی تصویر: نیچے لکھا ہے ”زمین سے ایک لاکھ ستر ہزار نوری برس کے فاصلے پر ملکی وے کہکشاں میں واقع نیبولا۔ اس میں گیسوں اور گرد و غبار پر مبنی وسیع علاقہ نظر آ رہا ہے یہاں ہزاروں ستارے جنم لے رہے ہیں۔“ (”جنگ“ ۲۸ جولائی ۲۰۰۱ء)

۲۴۔ ☆ سرخ، زرد، نیلے نارنجی اور سفید رنگوں میں ایک کیکڑا نما شعلہ۔ نیچے لکھا ہے ”ریڈ سپانڈر نیبولا“ تین ہزار نوری فاصلے پر اس نیبولا میں سرخ رنگ کے گندھک کے آئز یعنی برق پارے، نارنجی رنگ میں نائٹروجن آئز، ہبز رنگ میں ہائیڈروجن آئز، ہلکے نیلے رنگ میں معمول کی آکسیجن، جبکہ گہرے نیلے رنگ میں آئز آکسیجن دکھائی دے رہی ہے۔ یہ تصویر ہبل ٹیلی سکوپ نے حاصل کی ہے۔“ (”نوائے وقت“ ۳۰ جولائی ۲۰۰۱ء)

۲۵۔ ☆ ایک تصویر اور خبر: رائن ایک نیبولا (Rotten Egg Nebula) کی دریافت: ایک بادل نما انبار جس میں سے گلے سڑے انڈوں کی بدبو آ رہی ہے کاش انسان خلا میں سو گھسکتا تو گندھک کے جلنے کی ناقابل برداشت بو اُسے رائن ایک نیبولا کی طرف رہنمائی کرتی۔ یہ نیبولا ۱۴۴۱ء کی سال پر محیط ہے۔ سائنس دانوں نے ”ہبل“ کی فراہم کردہ اس تصویر کا تجزیہ کرتے ہوئے بتایا ہے کہ ”نیبولا“ کے مرکزہ سے نکلنے والی گیس مختلف تہوں اور رنگوں پر مشتمل ہے۔ گاڑھا سنہری رنگ دراصل وہ مواد ہے جس کا ستارے کے مرکزہ سے حال ہی میں اخراج ہوا ہے اور اس کی رفتار کروڑوں میل فی گھنٹہ ہے۔ یہ گیس اندر پھیلتی ہے اور نیلے رنگ میں دکھائی دینے والے ست رفتار مواد کو گرماتی ہے (”نوائے وقت“ ۳۱ اگست ۲۰۰۱ء)

۲۶۔ ☆ ایک خبر: ماہرین فلکیات نے کہا ہے کہ کائنات کے دور دراز گوشے میں غیر معمولی جسامت کا ایک بلیک ہول ہے جو ستاروں کو ان کی روشنیوں سمیت نگل جاتا ہے۔ سائنس دانوں نے بعض ستاروں کو پچاس لاکھ کلومیٹر فی گھنٹہ کی ناقابل تصور رفتار سے بلیک ہول کی طرف بڑھتے اور معدوم ہوتے ہوئے دیکھا۔ اس کا رقبہ ہمارے سورج سے ۲۶ لاکھ گنا بڑا ہے۔ (روزنامہ ”پاکستان“ ۶ ستمبر ۲۰۰۱ء)

۲۷۔ ☆ ایک تصویر میں دو روشنیاں۔ ایک نیم دائرے کی صورت میں، دوسری لکیر کی شکل میں۔ نیچے لکھا ہے ”ناسا ہبل ٹیلی سکوپ نے ۸ اگست کو یہ تصویر کھینچی ہے۔ اس میں پہلی بار ایک بڑی گلیکسی کو چھوٹی گلیکسی کو نگلتے ہوئے دیکھا جاسکتا ہے۔“ (”نوائے وقت“ ۱۰ اگست ۲۰۰۳ء)

۲۸۔ ☆ ایک خبر: بلیک ہول کی آواز سن لی گئی۔ ماہرین فلکیات پہلی بار خلا میں واقع ایک بہت بڑے بلیک ہول سے برآمد ہونے والی آواز کو سننے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ ناسا کے ماہرین نے اسے ایک عظیم ترین کامیابی قرار دیتے ہوئے یقین ظاہر کیا ہے کہ اس سے ایک بہت بڑے سائنسی راز کے افشا ہونے میں مدد ملے گی۔ بلیک ہول سے برآمد ہونے والی مذکورہ آواز کا زیروہم اتنا گہرا ہے کہ انسانی قوت سماعت اس کا احاطہ نہیں کر سکتی (روزنامہ ”امت“ ۱۱ ستمبر ۲۰۰۳ء)

قارئین گرامی! آپ نے یہ خبریں مطالعہ فرمائیں۔ یہ کائنات کے دور دراز گوشوں (Deep Universe) کے حوالے سے بڑی ہی نادرونایاب معلومات ہیں اور ہمیں ان سائنس دانوں اور اہل کمال کا شکر گزار ہونا چاہیے جنہوں نے فلکیات کے بعید ترین گوشوں کی جھلکیاں ہم تک پہنچا دیں۔ یہ خبریں پڑھتے ہوئے اور تصویریں دیکھتے ہوئے ہمیں بار بار غور کرتا رہا کہ سائنس دانوں نے ایک خاص حوالے سے معلومات تو یقیناً بے مثال نوعیت کی حاصل کر لیں، مگر افسوس وہ اپنی کوتاہی فکر کی وجہ سے صحیح نتائج تک نہ پہنچ سکے۔ یہ تصاویر دیکھ کر اور خبریں پڑھ کر صاف محسوس ہوتا ہے کہ کائنات کے جس گوشے اور علاقے کی اس میں عکاسی کی گئی ہے وہ جہنم کا علاقہ ہے۔ یہ تصویریں جن کے نیچے ”پیدا ہوتے ہوئے ستارے“ مرتے ہوئے ستارے“ اور خود کشی کرتا ہوا ستارہ“ کے تعارفی کلمات لکھے ہوئے ہیں، واضح طور پر بھڑکتے ہوئے، بیچ و تاب کھاتے ہوئے شعلوں کی تصویریں ہیں۔ کوئی ان سے پوچھے کہ کیا ستارے بکری یا گائے کے بچے ہیں کہ انہیں پیدا ہوتے ہوئے دیکھا جاسکتا ہے یا وہ کوئی انسان یا حیوان ہیں کہ ان کے عالم نزع کا نظارہ کیا جاسکتا ہے۔ یہ شعلوں کی تصویریں ہیں اور یہ لازماً جہنم کے شعلے ہیں۔

یوں لگتا ہے کہ دنیا کی سب سے طاقتور دوربین نے زمین سے کروڑوں نوری میل کے فاصلے سے کائنات کے دور دراز گوشوں کی جو تصاویر حاصل کی ہیں ان میں مختلف زاویوں سے جہنم کے کچھ مناظر محفوظ ہو گئے ہیں۔ بھڑکتے، دھکتے، چنگھاڑتے جہنم کے مختلف گوشوں کو ان سائنس دانوں نے کہکشاں (گلیکسی) کا نام دیا ہے جہاں ان غیر معمولی جسامت کے شعلوں کا دھواں یا فضا میں تحلیل ہوتی ہوئی باقیات نظر آتی ہیں..... لیکن انہوں نے تعبیر یہ کی کہ ”ستارہ مر رہا ہے“ یا ”خود کشی کر رہا ہے۔“..... تحلیل ہوتے ہوئے شعلوں اور دھوئیں سے انہوں نے اندازہ کر لیا کہ ”سپر ہاٹ“ ستاروں کی عمر بہت کم ہوتی ہے۔“

جہنم کے ان علاقوں سے دھوئیں اور گیسوں کے مرغولے اٹھتے ہیں، غیر معمولی چنگھاڑ کی آوازیں آتی ہیں، شعلے آپس میں گھتم گھتا ہوتے ہیں، تو سائنس دان فرض کر لیتے ہیں کہ دو

کبکشاں ایک دوسری کونگل رہی ہے یا بڑے بڑے سورج پھٹ رہے ہیں۔ ”حمیم“ اور ”غسلین“ کی جھیلوں میں دیو ہیکل بلبلے پیدا ہوتے ہیں، تو سائنس دان پریشان ہو جاتے ہیں، ان کی کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ اس کی کیا تعبیر کریں۔

جہنم کے گڑھوں سے بے پناہ خرچ کی آوازیں آتی ہیں..... یہاں ہائیڈروجن گیس کے مہیب ستون ہیں (دیکھیے خبر نمبر ۱۹) اور قرآن میں بھی آگ کے ستونوں کا ذکر ہے۔ دیکھیے سورہ ہمزہ نمبر ۱۰۴ (آیات کا ترجمہ) ”وہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال ہمیشہ اس کے پاس رہے گا۔ ہرگز نہیں وہ شخص تو چکنا چور کر دینے والی جگہ میں پھینک دیا جائے گا اور تم کیا جانو کہ کیا ہے وہ چکنا چور کر دینے والی جگہ؟ اللہ کی آگ، خوب بھڑکائی ہوئی جودلوں تک پہنچے گی وہ ان پر ڈھانک کر بند کر دی جائے گی (اس حالت میں کہ وہ) اونچے اونچے ستونوں میں گھرے ہوں گے۔“

امریکہ اور یورپ کے سائنس دانوں کا المیہ یہ ہے کہ وہ انفس و آفاق کی غیر معمولی معلومات رکھنے کے باوجود اور ہر جانب ایک شاندار، بے مثال اور محیر العقول نظام کی کارفرمائی دیکھنے کے باوصف اس سب کچھ کو محض اتفاق قرار دیتے ہیں اور اہل کتاب ہونے کے باوجود وہ یہ ادراک کرنے سے معذور ہیں کہ یہ کائنات کسی حادثے یا اتفاق کے نتیجے میں معرض وجود میں نہیں آئی بلکہ اس کے حی و قیوم خالق نے اسے بڑی ہی حکمت کے ساتھ، ایک خاص منصوبے اور پلان کے مطابق تخلیق کیا ہے۔ وہ انسانوں کو بے مثال صلاحیتوں کے ساتھ، بے حد و حساب وسائل فراہم کر کے اس دنیا میں ایک محدود مدت کے لیے محض امتحان کی خاطر بھیجتا ہے..... اور پھر ایک وقت آتا ہے جب لازماً ان پر موت وارد ہو جاتی ہے اور کوئی شخص خواہ کتنے ہی الامحدود اور غیر معمولی اختیارات کا مالک ہو یا اپنے غیر معمولی کردار کی وجہ سے انسانیت کے لیے خواہ کتنا ہی اہم اور ناگزیر کیوں نہ ہو، بہر حال اس کا مادی وجود ختم ہو کے رہتا ہے لیکن اس کی روح زندہ محفوظ رکھی جاتی ہے..... اور پھر جیسا کہ سارے نبیوں نے اس کی تعلیم دی، تورات، زبور اور انجیل نے اس کی تصدیق کی اور آخری الہامی کتاب..... قرآن پاک..... میں اس کا تفصیل اور تکرار کے

ساتھ ذکر موجود ہے کہ ایک روز لازماً قیامت برپا ہوگی، یہ دنیا ختم کر دی جائے گی اس کے بعد حشر برپا ہوگا، تاریخ انسانی کے ہر فرد بشر کو اپنے مادی جسم کے ساتھ دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ اس کے ایک ایک عمل کا حساب ہوگا۔ پھر اگر اس نے خوش قسمتی سے اللہ کی رضا حاصل کر لی تو اسے غیر معمولی نعمتوں اور راحتوں سے آراستہ باغوں میں داخل کیا جائے گا اور اگر خدا نخواستہ وہ میزانِ عدل پر پورا نہ اترتا تو اسے سزا اور تعذیب کے حوالے کر دیا جائے گا۔

اور سزا اور عقوبت کے اس مقام کا نام جہنم ہے۔ قرآن پاک اور مستند احادیث کے مطابق جب یہ دنیا تخلیق کی گئی تھی تو اُس کے ساتھ ہی جنت اور جہنم بھی معرض وجود میں آ گئے تھے۔ وہ ہمیشہ سے موجود ہیں لیکن انسان کی نظروں سے بہت دور کائنات کے دور دراز گوشوں میں مستور رکھے گئے ہیں۔

قرآن پاک جہنم کے ذکر سے بھرا پڑا ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تفصیلات کا جا بجا تذکرہ فرمایا ہے۔ جہنم کی دہشت کا یہ عالم ہے کہ حضور اُن سورتوں کو پڑھتے ہوئے جن میں عذابِ جہنم کا ذکر ہے، سخت خوفزدہ ہو کر رویا کرتے تھے۔ فرمایا کہ مجھے سورہ تکویر، انفطار اور انشقاق نے بوڑھا کر دیا ہے۔ چنانچہ قرآن پاک میں جہنم کی دہشت کا جو نقشہ نظر آتا ہے۔ وہ مختصر ایوں ہے:

سورة الفرقان ۲۵ آیات ۱۱-۱۲ میں ہے: ”اور جو اس گھڑی کو جھٹلائے اس کے لیے ہم نے بھڑکتی ہوئی آگ مہیا کر رکھی ہے۔ وہ جب دور سے ان کو دیکھے گی تو یہ اس کے غضب اور جوش کی آوازیں سن لیں گے اور جب یہ دست و پا بستہ اس میں ایک تنگ جگہ ٹھونسنے جائیں گے تو اپنی موت کو پکارنے لگیں گے (اس وقت ان سے کہا جائے گا) آج ایک موت کو نہیں، بہت سی موتوں کو پکارو۔“

سورة الملک ۲۷ آیات ۷، ۸: ”جب کافر جہنم میں پھینکے جائیں گے تو وہ جہنم کے دھاڑنے کی خوفناک آوازیں سنیں گے۔ جہنم جوش کھا رہی ہوگی۔ ایسا معلوم ہوگا کہ وہ غصے کے مارے پھٹ

جائے گی۔“

ابوداؤد اور ترمذی کی ایک طویل حدیث ہے جس میں یہ غور طلب الفاظ ہیں کہ جہنم کے بعض حصے بعض پر سوار ہیں اور آپس میں ایک دوسرے پر غالب اور مسلط ہیں (یعنی شدت غضب میں) حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں: حضورؐ نے فرمایا کہ جب کفار کو جہنم کی طرف گھسیٹا جائے گا تو جہنم چیخنے لگے گی اور ایک ایسی جھرجھری لے گی کہ تمام اہل محشر خوف زدہ ہو جائیں گے۔ حضرت عبید بن عیسٰیؓ فرماتے ہیں کہ جب جہنم غصے سے تھر تھرائے گی، شور و غل، چیخ پکار اور جوش و خروش شروع کرے گی تو تمام مقرب فرشتے اور بلند مرتبہ انبیاءؑ کانپنے لگیں گے حتیٰ کہ خلیل اللہ حضرت ابراہیمؑ بھی اپنے گھٹنوں کے بل گر جائیں گے اور پکاریں گے کہ یا اللہ! میں آج تجھ سے صرف اپنی جان کی سلامتی چاہتا ہوں اور کچھ نہیں مانگتا (تفسیر ابن کثیر سورۃ الفرقان)

نبی اکرمؐ کے فرمان کے مطابق جہنم اس قدر گہرا ہے کہ اگر ایک پتھر اس میں پھینکا جائے تو وہ ستر سال تک گرتا ہی چلا جائے گا۔

قرآن پاک کے مطابق پتھر اور انسان جہنم کا بندھن ہوں گے۔ (سورۃ البقرہ آیت: ۲۴) ابن کثیر نے اس کی تفسیر میں متعدد روایات نقل کی ہیں کہ یہ پتھر گندھک کے ہوں گے، سیاہ گندھک کے بے حد بدبودار۔ ان پتھروں کی بدبو مردار سے بھی زیادہ ہوگی۔

جہنم کی حرارت کا یہ عالم ہے کہ نبی اکرمؐ کے فرمان کے مطابق دنیا کی آگ جہنم کے ستر حصے میں سے ایک ہے اور اگر سوئی کے ناکے کے برابر اس کی حرارت دنیا تک پہنچ جائے تو آں واحد میں سب کچھ بھسم ہو جائے (ستر کا عدد آپؐ نے عموماً کثرت کے معنوں میں استعمال کیا ہے) جہنم کے سات مختلف طبقات ہیں یعنی ”الحیم“ ہے، بھڑکتی ہوئی آگ کا گڑھا۔

”الخطمہ“ ہے، توڑ پھوڑ دینے والی، چکنا چور کر دینے والی۔ ”ہادیہ“ ہے یعنی گہری کھائی۔ ”سقر“ ہے یعنی شدید ترین انداز میں جھلسا دینے والی ”لظی“ ہے یعنی بھڑکتی ہوئی آگ کی لپٹ۔ ”سعیر“ ہے یعنی دہکتی ہوئی آگ اور ”زہری“ ہے جس میں شدید ترین سردی ہے۔ جہنم کی ایک وادی

کا نام ”ویل“ ہے۔ اس کی ایک جھلک سورۃ المرسلات (۷۷) کی ان آیات میں نظر آتی ہے: (کافروں کو حکم ہوگا) چلو اس سائے کی طرف جو تین شاخوں والا ہے۔ نہ ٹھنڈک پہنچانے والا نہ آگ کی لپٹ سے بچانے والا۔ یہ آگ محل جیسی بڑی بڑی چنگاریاں پھیلنے لگی یوں محسوس ہوگا جیسے زرد رنگ کے اونٹ ہیں۔ ہلاکت اور بربادی ہوگی اس روز جھٹلانے والوں کے لیے (آیت ۳۰ تا ۳۴)

دلچسپ اور غور طلب بات یہ ہے کہ سائنس دانوں نے کائنات کے در دراز گوشوں میں جو جو مختلف ”کہکشاں“ دریافت کی ہیں ان کی مختلف اقسام ہیں اور انہیں مختلف نام دیئے گئے ہیں۔ جہنم کے بارے میں قرآن و احادیث کی فراہم کردہ ان معلومات کو دیکھیے اور پھر امریکی خلائی ادارے ناسا کی جاری کی ہوئی تصاویر اور خبروں کا مطالعہ فرمائیے، آپ کو دونوں میں حیرت انگیز مشابہت نظر آئے گی اور یہ نتیجہ اخذ کرنے میں کوئی دقت محسوس نہیں ہوتی کہ یہ لازماً جہنم کے اشارات ہیں جو دنیا تک آپہنچے ہیں۔ چنانچہ ”ہبل“ کی ساری تصویروں میں مختلف گیسوں یعنی گندھک ہائیڈروجن، آکسیجن اور نائٹروجن کا ذکر کثرت سے ہے۔ وہاں حرارت کا وہ عالم ہے کہ اس کے تصور سے پسینے چھوٹ جاتے ہیں۔ وہاں کثافت کی یہ کیفیت ہے کہ چمچہ بھر مواد کا وزن اربوں ٹن ہے۔ وہاں شعلوں کی چیخ وھاڑ اس قدر بے پناہ ہے کہ انسانی کان اس کی سماعت کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ وہاں شعلے ایک دوسرے کو نگل رہے ہیں (جس کی تعبیریوں کی گئی ہے کہ ایک کہکشاں دوسری کو نگل رہی ہے)۔

جہنم میں کھولتا ہوا پانی، پیپ اور خون ہوگا اور ہبل کی تصویروں میں بھی سائنس دانوں نے غیر معمولی جسامت کے بلبے اٹھتے ہوئے دیکھے ہیں۔ وہاں بے حد و حساب جسامت کے شعلے بھڑکتے اور دہکتے ہیں جن کی چنگاریاں غیر معمولی ہیں (”محل جیسی“ زرد رنگ کے اونٹوں جیسی) اور ناسا کے سائنس دانوں نے انہیں نئے ستاروں کی پیدائش سے تعبیر کیا ہے۔

جہنم کے بعض منطقے بے حد تاریک اور گہرے ہیں یہاں حرارت کا تناسب بہت ہی غیر معمولی

اور لرزادینے والا ہے اور یہی غالباً بلیک ہولز (Black Holes) ہیں..... جو سائنس دانوں کے نزدیک ”مردہ ستاروں کا ملبہ“ ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کی ایک حدیث ہے کہ جو شخص کسی کی ہاتھ برابر جگہ پر نا جائز قبضہ کرے گا، جہنم میں اس کے گلے میں سات زمینوں کے برابر طوق ڈالا جائے گا۔ (بخاری کتاب الفتن۔ باب ۱۳۔ روایت سعید بن زید) اس حدیث کو دیکھیے اور پھر ناسا کے سائنس دانوں کی اس تحقیق پر غور فرمائیے کہ بلیک ہول میں کثافت کا یہ عالم ہے کہ وہاں چھ بھر مواد کا وزن کروڑوں ٹن (بلیں ٹن) ہوگا۔ (خبر نمبر 4)

یوں لگتا ہے کہ بلیک ہول دراصل جہنم کے گڑھے ہیں جہاں ان ظالموں، جفا کاروں کو بند کیا جائے گا جنہوں نے خلق خدا پر ظلم کئے ہوں گے، انہیں تباہ و برباد کیا ہوگا اور ان کے حقوق غصب کیے ہوں گے۔ وہاں ان کے گلے میں تھوڑا سا مواد ڈالا جائے گا، لیکن اس کا وزن کروڑوں اربوں ٹن ہوگا اور وہ یوں محسوس کریں گے جیسے سات زمینیں ان کی گردن کے ساتھ باندھ دی گئی ہیں۔ چنانچہ مجھے اس امر میں کوئی شبہ نظر نہیں آتا کہ ہبل کی تصویریں مختلف زاویوں سے جہنم کی تصویریں ہیں جبکہ بلیک ہول جہنم کے گڑھے ہیں اس کے سوان کی کوئی علمی، عقلی یا سائنسی توجیہ نہیں کی جاسکتی۔

اب آئیے دیکھتے ہیں کہ زمین میں گرمی تیزی سے کیوں بڑھ رہی ہے اور گلیشیر کیوں پگھلنے لگے ہیں؟

میں نے اوپر ناسا کے حوالے سے جو خبریں درج کی ہیں ان میں سے نمبر ۴ کو دوبارہ دیکھیے۔ امید ہے اس سوال کا جواب آپ کی سمجھ میں آجائے گا۔ فلکیات کے ماہرین سائنس دانوں کے مطابق سورج سے ایک کروڑ گنا روشن اور جسامت میں سینکڑوں گنا بڑا ایک ”ستارہ“ تیزی سے زمین کی طرف بڑھ رہا ہے۔ جن سائنسدانوں نے ہبل کی تصویروں کا تجزیہ کر کے یہ رائے قائم کی ہے وہ یہ بتاتے ہوئے خوف اور دہشت سے کانپ کانپ جاتے ہیں امریکی

ہوگی۔

چنانچہ امکان یہ ہے کہ جہنم کو اپنے مرکز سے روانگی کا حکم مل چکا ہے وہ بڑی ہی تیزی کے ساتھ زمین کے قریب آ رہا ہے اور ناسا کے سائنس دانوں کا تجزیہ بالکل درست معلوم ہوتا ہے کہ درجہ حرارت میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور گلیشیر تیزی سے پگھلنا شروع ہو گئے ہیں۔ اس ضمن میں سائنس دانوں نے جو شواہد حاصل کیے ہیں۔ اُن کی چند خبریں ملاحظہ ہوں:

۱۔ ☆ وائس آف امریکہ کے مطابق سلسلہ کوہ ہمالیہ میں موجود گلیشیر خطرناک حد تک تیزی سے پگھل رہے ہیں۔ اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو آئندہ چالیس سال میں کوہ ہمالیہ کے بیشتر گلیشیر ناپید ہو جائیں گے۔ جس کے نتیجے میں پہلے سیلاب آئیں گے اور پھر علاقے میں دریا خشک ہو جائیں گے۔ (روزنامہ ”دن“ لاہور ۱۱ جون ۱۹۹۹ء)

۲۔ ☆ واشنگٹن کے تحقیقی ادارے کے مطابق دنیا بھر میں گرمی بڑھنے سے ہمالیہ کی برف تیزی سے پگھلنے لگی ہے۔ گلیشیر پگھلنے سے پہلے تو دریائے گنگا اور دریائے سندھ میں سیلاب آئے گا اور پھر اگلے ۳۵ سال میں پانی کی مقدار خطرناک حد تک کم ہو جائے گی۔ (روزنامہ پاکستان ۲۵ جولائی ۲۰۰۰ء)

۳۔ ☆ گزشتہ تیس سالوں کے دوران دنیا بھر کے درجہ حرارت میں کم از کم چھ ڈگری سنٹی گریڈ اضافہ ہو گیا ہے۔ یہ انکشاف ایک مطالعاتی رپورٹ میں کیا گیا ہے جو نیشنل سائنس فاؤنڈیشن کے تعاون سے تیار کی گئی۔ بڑھتے ہوئے درجہ حرارت کے باعث کرۂ ارض کا ماحول متاثر ہونے کا خدشہ پیدا ہو گیا ہے۔ (”پاکستان“ ۱۷ اگست ۲۰۰۰ء)

۴۔ ☆ امریکہ کی نیشنل سائنس فاؤنڈیشن کے ایک جائزے کے مطابق بیسویں صدی کے آخری تیس سالوں میں قطبین پر درجہ حرارت گزشتہ چار سو سالوں میں سب سے زیادہ رہا۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ اس کے نتیجے میں دنیا میں زبردست ماحولیاتی تبدیلیاں آ سکتی ہیں۔

(”جنگ“ لاہور ۱۷ اگست ۲۰۰۰ء)

۵۔ ☆ امریکی خلائی ادارے ناسا کے مطابق قطب شمالی پر موجود برف اندازے سے زیادہ تیزی

سے پگھل رہی ہے۔ ادارے کی تحقیقات کے مطابق برف ہر سال نو فیصد کی شرح سے پگھل رہی ہے اور اگر یہی شرح قائم رہی تو صدی کے آخر تک یہاں کی ساری برف معدوم ہو جائے گی اور دیگر مسائل کے علاوہ عالمی درجہ حرارت غیر معمولی طور پر بڑھ جائے گا۔

(روزنامہ ”امت“ کراچی ۲۸ نومبر ۲۰۰۲ء)

۶۔ ☆ چلی کے سائنس دانوں نے انکشاف کیا ہے کہ قطب جنوبی میں دنیا کا سب سے بڑا گلیشیر تیزی سے پگھلتا ہوا سمندر میں سرک رہا ہے اور اگر اس کے پگھلنے اور سرکنے کی یہی رفتار رہی تو سمندروں کی موجودہ سطح بلند ہو جائے گی۔ (”جنگ“ ۱۷ جنوری ۲۰۰۳ء)

۷۔ ☆ سوئٹزر لینڈ کے سائنس دانوں نے کہا ہے کہ یورپ میں شدید گرمی کی لہر کا سلسلہ اس سال بھی جاری رہے گا..... واضح رہے کہ گزشتہ سال شدید گرمی سے یورپ میں سینکڑوں افراد مر گئے تھے اور براعظم کے مختلف ملکوں کے جنگلات میں آگ لگ گئی تھی۔ ۲۰۰۳ء کے موسم گرما میں یورپ میں کئی ہفتے مسلسل دن کے وقت ۳۰ ڈگری سینٹی گریڈ حرارت نوٹ کی گئی جب کہ کئی ملکوں میں ریکارڈ تو ۴۰ سینٹی گریڈ سے زیادہ گرمی نوٹ کی گئی جس کے سبب کئی جنگلات میں آگ لگ گئی۔ پانی کی شدید کمی کا سامنا کرنا پڑا جب کہ بہت سی انسانی ہلاکتیں بھی ہوئیں۔ (”امت“ کراچی ۱۴ جنوری ۲۰۰۴ء)

دنیا میں بڑھتی ہوئی گرمی کے نتیجے میں پہاڑوں کی برف پگھلے گی اور گلیشیر معدوم ہوں گے اور اُس کے نتیجے میں پہلے سیلاب آئیں گے اور پھر پانی کی قلت پیدا ہوگی تو ان آفتوں اور بحرانوں کی ایک حکمت تو یہ ہو سکتی ہے کہ دنیا والوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے قوانین کے خلاف بغاوت پر جو کمر باندھ رکھی ہے، اور ظلم و شقاوت کا ہر طرف جو دور دورہ ہے اُس کی انہیں سزا دی جائے گی اور انہیں طرح طرح کی پریشانیوں اور دکھوں میں مبتلا کیا جائے گا، لیکن غور کرنے سے سمندروں کے گلیشیر پگھلنے کا بڑا سبب یہ نظر آتا ہے کہ قیامت سے پہلے پہلے دنیا سے پہاڑوں اور سمندروں کی برف کا مکمل خاتمہ ضروری ہے..... قرآن میں ہے کہ قیامت آئے گی تو سمندروں

میں آگ لگ جائے گی وَ اِذَا الْبَحَارُ سُجِّرَتْ (۶:۸۱) (جب سمندر بھڑکا دیئے جائیں گے) ، وَ اِذَا الْبَحَارُ فُجِّرَتْ (۳:۸۲) (جب سمندر پھاڑ دیئے جائیں گے)۔

اور ایسی یوں ہوگا کہ پانی کے دو بنیادی اجزاء یعنی آکسیجن اور ہائیڈروجن کو الگ الگ کر دیا جائے گا اور چونکہ ایک گیس جلنے والی جبکہ دوسری جلانے والی ہے، اس لیے سمندر فوراً ہی بھڑک اٹھیں گے اور پانی بھک سے اڑ جائے گا۔ لیکن اس عمل کی تکمیل کے لیے ضروری ہے کہ قیامت سے پہلے دنیا سے برف کا وجود معدوم ہو جائے اور سمندروں میں صرف پانی رہ جائے۔

قارئین گرامی! میں متذکرہ بالا معلومات کی روشنی میں اکثر سوچتا تھا کہ یہ تو جہنم کے اشارات تھے جو دنیا تک آپہنچے ہیں اور ظاہر ہے جہنم میں چونکہ آگ ہے، حرارت ہے، شور ہے، اس لیے اس کے اشارات بہت دور تک پہنچ سکتے تھے لیکن دنیا تک جہنم کے اشارات کی دسترس کیسے ہوگی کہ وہاں تو باغات ہیں، نہریں ہیں، مرغزار ہیں..... تب اللہ نے کرم فرمایا اور روزنامہ ”جنگ“ لاہور کی ۴ جون ۱۹۹۴ء کی ایک خبر نے دل و دماغ اور روح کو اطمینانِ کامل سے سرشار و نہال کر دیا کہ ”زمین سے دو سو ملین یعنی بیس کروڑ نووری سال کے فاصلے پر سائنس دان پانی کی کثرت کو دیکھ کر حیران رہ گئے ہیں۔ یہ انکشاف امریکہ اور جرمنی کے سائنس دانوں نے ایک ریڈیائی دوربین استعمال کرتے ہوئے کیا..... اور ظاہر ہے کہ یہ علاقہ جہنم کا ہے کہ اس سے قبل سائنس دانوں کو پوری کائنات میں زمین کے سوا، پانی کا کہیں سراغ نہیں ملا اور جہنم کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ وہاں نہروں اور آبشاروں کی کثرت ہے۔

قارئین گرامی! میں نے اپنی محدود سمجھ بوجھ اور دستیاب معلومات کی بنا پر عہد حاضر کے چند اہم سوالات کے جواب تلاش کرنے کی کوشش کی ہے۔ اللہ کرے آپ ان دلائل سے مطمئن ہوں اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی قدرتوں اور کمالات پر نہ صرف ہم سب کا ایمان مضبوط ہو جائے بلکہ ہم قیامت اور روزِ حشر کے حوالے سے کامل سنجیدگی اختیار کر لیں اور نتائج و عواقب کو بھگتنے کی تیاری بھی کر لیں۔ دیکھیے ”کتاب زندہ“ ہمیں اس حوالے سے کیسے معجزانہ انداز میں خبردار کر رہی ہے:

”کیا ایمان والوں کے لیے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ اُن کے دل اللہ کے ذکر سے پگھلیں اور اُس کے نازل کردہ حق کے آگے جھک جائیں اور وہ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جنہیں پہلے کتاب دی گئی تھی..... پھر ایک لمبی مدت اُن پر گزر گئی تو اُن کے دل سخت ہو گئے اور آج اُن میں سے اکثر فاسق بنے ہوئے ہیں۔ خوب جان لو کہ اللہ زمین کو اُس کی موت کے بعد زندگی بخشتا ہے۔ ہم نے نشانیاں تم کو صاف صاف دکھا دی ہیں، شاید کہ تم عقل سے کام لو“ (سورۃ الحديد ۵: آیات ۱۶-۱۷)

کتابیات

- ۱۔ قرآن پاک / متعلقہ حصے ۲۔ صحیح بخاری / باب الفتن
- ۳۔ مسند احمد / جلد چہارم ۴۔ تفسیر ابن کثیر / متفرق سورتوں کا مطالعہ
- ۵۔ دینی مقالات / مولانا عبدالسلام بستوی، جلد دوم ۶۔ موت کے بعد زندگی / ترجمہ ستار طاہر
- ۷۔ کتاب الآثار / ڈاکٹر عبدالرحمن کیلانی ۸۔ دنیا کے اُس پار / مولانا مفتی تقی عثمانی
- ۹۔ ماہنامہ ”سائنس ڈائجسٹ“ کراچی، متعدد شمارے
- ۱۰۔ روزنامہ نوائے وقت، جنگ، پاکستان، خبریں، اُمت، دن (متعدد شمارے)



اسی مصنف کی دیگر کتب

- ۱۔ ”ہم کیوں مسلمان ہوئے؟“ دنیا بھر کے ۹۰ تو مسلموں کا تذکرہ، بے حد دلچسپ، بہت ایمان فرورزاور روح پرور اردو میں اپنی نوعیت کی پہلی بڑی کتاب، مقبولیت کا یہ عالم کہ اب تک اس کے سولہ ایڈیشن نکل چکے ہیں صفحات ۱۱۹ قیمت ۳۰ روپے
- ۲۔ ”ہمیں خدا کیسے ملا؟“ دنیا بھر کی ۸۱ علیٰ تعلیم یافتہ خواتین کے قبول اسلام کے واقعات۔ یہ بھی اپنی نوعیت کی منفرد کتاب ہے اسلام کی حقانیت کے منہ بولتے سچے واقعات اس کے اب تک چھ

- ۱۔ ایڈیشن چھپ چکے ہیں اس کا پہلا ایڈیشن ۲۰۰۰ء میں چھپا تھا۔ صفحات ۴۹۶، قیمت ۱۵۰ روپے۔
- ۲۔ "Our Journey to Islam" ایک سونو مسلوں کا تذکرہ انگریزی میں۔
اپنے موضوع پر پھر پور، جامع کتاب۔ صفحات ۵۱۱، قیمت ۳۰۰ روپے۔
- ۳۔ "کاروانِ عمریت" عہد حاضر اور ماضی قریب کے اس ایسے بزرگوں کے تذکرے جو تقویٰ و اللہیت اور دعوت و تبلیغ کے حوالے سے بے مثال کردار کے حامل تھے اس کتاب کی تحقیق و تالیف پر مصنف کے پانچ سال صرف ہوئے۔ صفحات ۵۰۰، قیمت ۲۸۰۔
- ۴۔ "وصافِ حمیدہ" بے مثل دینی و دنیوی کردار کی مالک خاتون محترمہ حمیدہ بیگم کے سوانحی حالات اور دینی خدمات کا تذکرہ، محترمہ شادی کے بعد جب پہلے روز اپنے خلود کے گھر تشریف لائیں اور محلے کی عورتیں انہیں دیکھنے کے لیے جمع ہوئیں تو انہوں نے وہیں، اُسی محفل میں درسِ قرآن شروع کر دیا۔۔۔۔۔ اور پھر زندگی کا ایک ایک لمحہ اللہ کا ذکر بلند کرنے میں گزار دیا۔ صفحات ۳۲۰، قیمت ۱۵۰ روپے۔
- ۵۔ "ماہر القادری"..... حیات اور دینی خدمات "نامور شاعر، نعت گو، ناول نگار، افسانہ نویس، ملیر لسانیات، مبلغ، دانشور، صحافی اور مفکر مولانا ماہر القادری کے حالات اور علمی و ادبی کارناموں پر مشتمل کتاب..... یہ مصنف کا پہلا بیچ ڈی کا مقالہ ہے۔ صفحات ۵۰۰، قیمت ۲۷۵ روپے۔
- ۶۔ "کلیاتِ ماہر القادری" ۱۰۵۰ صفحات پر مشتمل مولانا ماہر القادری کلمہ دان، غیر مدون، مطبوعہ، غیر مطبوعہ کلام یکجا کر دیا گیا ہے۔ قیمت ۶۰۰ روپے۔
- ۷۔ "مغرب پر اقبال کی تنقید" اپنے موضوع پر ایک منفرد کتاب ہے۔ اہل نظر نے بہت پسند کی ہے۔ صفحات ۱۸۸، قیمت ۵۵ روپے۔
- ۸۔ "یہ ہے مغربی تہذیب" اردو اخبارات کے بیس سال کے تراشے (۱۹۸۵ء سے ۲۰۰۶ء تک) حوالوں کے ساتھ چوز کاوینے والی چشم کشا تالیف۔ صفحات ۴۳۳، قیمت ۱۸۰ روپے۔
- ۹۔ "مولانا مودودی اور محترمہ مریم جمیلہ کی مراسلت"۔ انگریزی سے ترجمہ جو اہل نظر نے بہت پسند کیا ہے۔ صفحات ۱۸۸، قیمت ۸۰ روپے۔



اردو کے دینی لٹریچر کی سب سے دلچسپ کتابیں

ہم کیوں مسلمان ہوئے؟

دنیا بھر کے 90 نو مسلموں کے قبول اسلام کے تذکرے

قیمت ۳۰۰ روپے

صفحات ۶۱۹

ہمیں خدا کیسے ملا؟

دنیا بھر کی 81 نو مسلم خواتین اپنے قبول اسلام کی کہانیاں بیان کرتی ہیں

قیمت ۲۵۰ روپے

صفحات ۴۹۶

بے حد ایمان افروز روح پرور واقعات

اسلام کی حقانیت کے جیتے جاگتے ٹھوس ثبوت

نفسی
فضلی

اردو بازار، نزد ریڈیو پاکستان، کراچی۔
فون: 2212991-2629724

کتاب رائے

پبلشرز، راسڑی چوڑی، شیخان کتب خانہ، لاہور



قرآن مکتبہ، جامعہ دارالکلمۃ، مغربی طرے سٹ
اردو بازار، لاہور۔ فون: 7320318
ای میل: hikmat100@hotmail.com